

## سٹوڈنٹ لون پر زکوٰۃ کا حکم الْحَمْدُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ

الاستفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم یہاں انگلینڈ میں رہتے ہیں اور تعلیم کے حصول کے لیے گورنمنٹ سے سٹوڈنٹ لون 27000 پاؤنڈ لیا ہوا ہے تو کیا ہم پر زکوٰۃ فرض ہوگی کیونکہ اگر اس سٹوڈنٹ لون کو ہماری جمع کردہ رقم سے منہا کیا جائے تو ہمارے پاس اتنی رقم نہیں جو نصاب کو پہنچتی ہو اور فتاویٰ اہلسنت میں ایک فتویٰ ہے کہ سٹوڈنٹ لون والے پر زکوٰۃ فرض نہیں تو کیا ایسے ہی ہے کہ ہم پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی؟

سائل: زاہد (انگلینڈ)

### بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اللَّهُمَّ اجْعَلْ لِي الثُّورَ وَالصَّوَابَ

یہ بات تو درست ہے کہ ایسا قرضہ جس کا مطالبہ بندوں کی جانب سے ہوتا ہے وہ معجل (فوراً دینا ہو) یا مؤجل (کسی معینہ تاریخ میں ادا کرنا) ہو دونوں صورتوں میں مانع وجوب زکوٰۃ ہوگا یعنی اسے زکوٰۃ کی رقم سے منہا (Deduct) کیا جائے گا اور اس کو منہا (Deduct) کرنے کے بعد نصاب باقی نہ رہے تو زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔

مگر ایسا قرضہ جس کی معیاد عرفاً تو معلوم ہو مگر اس کے لیے کوئی خاص تاریخ معین نہ ہو جیسے عورتوں کا مہر مؤجل کہ عرفاً اس کو ادا کرنے کا وقت طلاق یا موت ہے کوئی خاص وقت مقرر نہیں لہذا ایسے قرضے کو زکوٰۃ کی رقم سے منہا (Deduct) کیا جائے گا یا نہیں یعنی اس کے وجوب زکوٰۃ کے لیے مانع ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف علماء ہے لیکن صحیح قول یہ ہے کہ ایسا قرضہ وجوب زکوٰۃ کے لیے مانع نہیں ہوگا یعنی کتنا ہی مہر ہو اسے زکوٰۃ دیتے وقت مال زکوٰۃ سے منہا (Deduct) نہیں کیا جائے گا جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

وَذَكَرَ الْبَزْدَوِيُّ فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الْكَبِيرِ قَالَ مَشَايخُنَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي رَجُلٍ عَلَيْهِ مَهْرٌ مُؤَجَّلٌ لِامْرَأَتِهِ، وَهُوَ لَا يُرِيدُ آدَاءَهُ: لَا يُجْعَلُ مَانِعًا مِنَ الزَّكَاةِ لِعَدَمِ الْمَطَالِبَةِ فِي الْعَادَةِ، وَأَنَّهُ حَسَنٌ أَيْضًا هَكَذَا فِي جَوَاهِرِ الْفَتَاوَى "امام بزدوی نے جامع کبیر کی شرح میں ذکر کیا کہ ہمارے مشائخ نے ایسے شخص کے بارے میں فرمایا جس پر عورت کا مہر مؤجل ہو اور وہ اس کی ادائیگی کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو اس مہر کو وجوب زکوٰۃ کا مانع نہیں بنایا جائے گا کیونکہ عادتاً اس کا مطالبہ نہیں ہوتا یہ بھی اچھی بات ہے اور ایسے ہی جواہر الفتاویٰ میں ہے۔

(فتاویٰ الہندیہ باب الاول فی تفسیر الزکاة ج 1 ص 173)

اور فتح القدیر میں ہے:

"وَلَوْ كَانَ عَلَيْهِ مَهْرٌ لِامْرَأَتِهِ وَهُوَ لَا يُرِيدُ آدَاءَهُ لَا يُجْعَلُ مَانِعًا مِنَ الزَّكَاةِ ذَكَرَهُ فِي التُّحْفَةِ عَنْ بَعْضِهِمْ لِأَنَّهُ لَا يَعُدُّهُ دِينًا"

اگر کسی مرد پر اس کی عورت کا مہر ہو اور وہ اس کی ادائیگی کا ارادہ نہ رکھتا ہو تو وہ اسے مانع وجوب زکوٰۃ نہیں بنایا جائے گا اس کو صاحب تحفہ نے اپنی کتاب تحفہ میں بعض سے نقل کیا ہے کیونکہ وہ ایسا قرضہ دین شمار نہیں ہوتا۔

(فتح القدیر کتاب الزکوٰۃ ج 2 ص 163)

اور بہار شریعت میں ہے: جو دین میعادى ہو وہ مذہب صحیح میں وجوب زکاۃ کا مانع نہیں۔ چونکہ عاۃً دین مہر کا مطالبہ نہیں ہوتا، لہذا اگرچہ شوہر کے ذمہ کتنا ہی دین مہر ہو جب وہ مالکِ نصاب ہے، زکاۃ واجب ہے۔ خصوصاً مہر مؤخر جو عام طور پر یہاں رائج ہے جس کی ادا کی کوئی میعاد معین نہیں ہوتی، اس کے مطالبہ کا تو عورت کو اختیار ہی نہیں، جب تک موت یا طلاق واقع نہ ہو۔

(بہار شریعت ج 1 ص 879)

اگر انگلینڈ میں سٹوڈنٹس کو ملنے والے لون کو مکمل سٹڈی کیا جائے تو علماء کرام میری بات سے اتفاق کریں گے کہ یہ بھی ایسا قرضہ ہے جو مانعِ وجوب زکوٰۃ نہیں یعنی اس لون کو زکوٰۃ کی رقم سے منہا (Deduct) نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کا مطالبہ بھی نہیں کیا جاتا اور اس کے ہوتے ہوئے نہ سٹوڈنٹ خود کو مقروض تصور کرتا ہے کیونکہ اس میں بہت سی رخصتیں موجود ہیں بلکہ مہر مؤجل سے بھی زیادہ رخصتیں موجود ہیں۔ کیونکہ ٹوٹل قرضہ جو ایک سٹوڈنٹ گورنمنٹ سے لیتا ہے وہ 27 ہزار پاؤنڈز ہیں اور رینٹ پر رہائش لینے والے کے لیے 27 ہزار کے ساتھ ساتھ 20 سے 24 ہزار زیادہ لون دیا جاتا ہے جو اس سٹوڈنٹ نے گریجوایشن کے بعد سے لے کر 30 سے سال کے اندر ادا کرنا ہوتا ہے جب اس کی سال بھر کی تنخواہ 25 ہزار سے زیادہ ہوگی۔ مثلاً اگر گریجوایشن سے لے کر 30 سال تک اسے کوئی جوہ ہی نہ ملی یا جوہ تو ملی مگر اس کی سال بھر کی تنخواہ 25 ہزار سے زیادہ نہ ہوئی تو اسے ایک پاؤنڈ بھی ادا نہیں کرنا پڑے گا سب کچھ معاف ہو جائے گا۔

اس صورت میں اسے عین قرض کا ایک روپے بھی واپس کرنا نہیں پڑتا جبکہ مہر مؤجل تو ادا کرنا ہی پڑتا ہے۔

اگر سٹوڈنٹ ان تیس سالوں کے درمیان فوت ہو جاتا ہے تو بھی یہ قرضہ معاف ہو جاتا ہے جبکہ مہر مؤجل تو اس کی وراثت سے لیا جائے گا۔

اگر سٹوڈنٹ کسی ڈس ابلٹی (Disability) کا شکار ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے کما نہیں سکتا تو یہ قرضہ معاف ہو جاتا ہے جبکہ ایسی صورت میں مہر مؤجل تو معاف نہیں ہوگا۔ لہذا جس طرح مہر مؤجل کے ہوتے ہوئے زکوٰۃ دینا ضروری ہے خواہ مہر مؤجل کتنا ہی ہو اسے طرح سٹوڈنٹ لون کے ہوتے ہوئے بندے پر زکوٰۃ دینا ضروری ہوگا اگرچہ سٹوڈنٹ لون کتنا ہی ہو بشرطیکہ وہ صاحبِ نصاب ہو۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ

کتبہ ابو الحسن محمد قاسم ضیاء قادری

Date:03-11-2018

## The ruling of Zakāh for a student loan

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله

### QUESTION:

What do the scholars of the Dīn and muftīs of the Sacred Law state regarding the following issue: I live here in the U.K. and have taken out a student loan of £27,000 from the government, so will Zakāh be Fard for me, because if one subtracts the loan amount from my savings, then the amount left over does not reach the threshold amount for Zakāh. There is also a fatwā elsewhere which says that Zakāh is not Fard for student loans, so is it the case that Zakāh will not be Fard for me?

Questioner: Zahid from U.K.

### ANSWER:

بسم الله الرحمن الرحيم  
الجواب بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اللَّهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

It is correct in saying that such a loan which is demanded from a person, whether it is required to be given back straight away or deferred (paying it by a specific date later on) - in both cases - will prevent Zakāh becoming wājib, meaning, it will be excluded from the amount that Zakāh is paid on, and if the threshold no longer remains after excluding it, then Zakāh will not be wājib.

However, any loan whose duration is commonly known, but there being no particular date specified for it, such as in the case of delayed dowry for women, as the time for fulfilling this is customarily at the time of divorce or death [of the husband]; there is no particular time period specified. Therefore, whether this kind of loan is excluded from the amount upon which Zakāh applies to or not - in other words, whether it prevents Zakāh being wājib or not - is differed upon among the scholars. However, the correct opinion is that this kind of loan will not prevent Zakāh being wājib, meaning, regardless of the amount of dowry, it will not be excluded from the amount upon which Zakāh is applicable to at the time of paying for such person. Just as it is stated in Fatāwā Hindiyyah,

"وَدَكَرَ الْبَزْدَوِيُّ فِي شَرْحِ الْجَامِعِ الْكَبِيرِ قَالَ مَشَايخُنَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى فِي رَجُلٍ عَلَيْهِ مَهْرٌ مُؤَجَّلٌ لِامْرَأَتِهِ، وَهُوَ لَا يُرِيدُ أَدَاءَهُ: لَا يُجْعَلُ مَانِعًا مِنَ الزَّكَاةِ لِعَدَمِ الْمُطَالَبَةِ فِي الْعَادَةِ، وَأَنَّهُ حَسَنٌ أَيْضًا هَكَذَا فِي جَوَاهِرِ الْفَتَاوَى"

“Imām Bazdawī has mentioned in the commentary & explanation of al-Jāmi’ al-Kabīr that our scholars have stated regarding such a person for whom the dowry of the wife is deferred, and does not have the intention of fulfilling its payment [at that current moment in time], then this dowry will not be regarded as something which prevents

Zakāh being wājib, because it is not usually demanded for, and this is also good a thing. It is stated as so in Jawāhir al-Fatāwā in a like manner.”

[Fatāwā al-Hindiyyah, vol 1, ch 1, pg 173]

Furthermore, it is stated in Fath al-Qadīr,

"وَلَوْ كَانَ عَلَيْهِ مَهْرٌ لِامْرَأَتِهِ وَهُوَ لَا يُرِيدُ آدَاءَهُ لَا يُجْعَلُ مَانِعًا مِنَ الزَّكَاةِ ذِكْرُهُ فِي التُّحْفَةِ عَنْ  
بَعْضِهِمْ لِأَنَّهُ لَا يَعْدُهُ دَيْنًا"

“If the dowry of a woman is due upon a man and he does not intend to pay it [as of yet - there and then], then it will not be regarded as something which is preventing Zakāh being wājib. The author of Tuhfah has mentioned this in his book from some others, because this is not regarded as a debt.”

[Fath al-Qadīr, vol 2, pg 163]

Likewise, it is stated in Bahār-e-Sharī‘at that according to the correct stance, that which is a long-term debt (in other words a debt or loan which lasts until the end of its term i.e. for which no time limit is fixed), does not hinder Zakāh becoming wājib.

Since a long-term debt (of dowry) is not habitually claimed, thus no matter whatever amount the husband owes as dowry (to his wife), if he possesses the threshold amount, Zakāh is (still) wājib for him (meaning that owing dowry is not something which will hinder Zakāh being wājib upon him).

This especially applies with regards to deferred dowry (to be paid in the event of an Islamic divorce or death of the husband, etc.) which is common here (in India etc.), for which no specific time limit is fixed, because in this case, the wife does not really have the authority to make a claim for it, until death or divorce does not take place.

[Bahār-e-Sharī‘at, vol 1, part 5, pg 879]

If one is to look into the student loan system in the U.K. properly, then the honorary & dignified scholars will agree with what I am requesting, that this is that kind of loan which does not prevent Zakāh becoming wājib, in other words, this loan will not be excluded from the amount upon which Zakāh is applicable to. This is because it is not even demanded for, and alongside this, a student is not even thought of or regarded as being in debt simply due to the fact there is so much leeway and several concessions in this regard.

This is due to the fact that the total loan which a student takes out is approximately £27,000, and alongside this loan, there is also a maintenance loan of approximately £20,000-£24,000 given for rent, living costs, etc. mainly for those living away. This is expected to be paid back after graduating within a 30-year window when the wage of a graduate is above £25,000.

For example, if a student is jobless all the way from graduation up until the next 30 years, or he does find a job, but the yearly wage does not exceed £25,000, then such a student will not need to pay back even a penny; it is completely wiped off.

In the aforementioned case, one is not having to pay back even a single penny, whereas the payment for a deferred dowry has to be paid at some point in time.

In the case of a student passing away within this 30-year timeframe, even then, this loan is still wiped off in its entirety. Whereas, in the case of dowry, it is due upon the inheritors.

If a student has any form of disability, due to which they are unable to earn a living, then this loan is wiped off. Whereas, in the case of dowry, it is not wiped off.

Thus, just how giving Zakāh is a must in the case of deferred dowry, likewise, it is also a must for people to fulfil the payment of Zakāh in the case of a student loan, regardless of the amount loaned, on the condition that one possesses the threshold amount.

والله تعالى اعلم ورسوله اعلم صلى الله عليه وآله وسلم  
كتبه ابو الحسن محمد قاسم ضياء قادري

**Answered by Mufti Qasim Zia al-Qadri**

Translated by Haider Ali